نئے اصول نئے قاعدے

مولانا محمد تقی عثمانی

امریکی افغانستان میں نہتے اور ستم رسیدہ افغانوں کا قتل عام تو کر ہی رہا ہے اور ہر نیا دن اس کی شدت میں اضافہ لے کر آ رہا ہے لیکن اس امریکی آپریشن میں جن انسانی قدروں اور دنیا بھر کے مسلم اصولوں کا، جس بڑے پیمانے پر قتل عام ہوا ہے اگر عالمی رہنماؤں نے آنکھوں سے امریکی دباؤ کی پٹی اتار کر اس کا مداوا نہ کیا تو یہ پوری دنیا کو ہمیشہ کیلئے بدامنی کا جہنم بنانے کے لئے کافی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ نے اپنے اس جنگی جنون میں ایسی خطرناک نظریں قائم کی ہیں کہ اگر ان کا سلسلہ دراز ہوا تو اس دنیا میں چپے چپے پر ہتھیاروں کی حکمرانی ہوگی اور امن و عافیت کے الفاظ خواب و خیال ہو کر رہ جائیں گے۔ ۱۱ ستمبر کے حادثے کے بعد امریکی حکام نے انسانیت، اخلاق اور بین الاقوامی قانون کی مسلم قدروں کے عوض جو نئے اصول دنیا کو دیئے ہیں، ان میں سے چند پر غور فرمائیے:

(۱) جب تک کسی شخص کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ ہو، اسے سزا نہیں دی جا سکتی، نہ اسے مجرم قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس سے کسی بھی نظامِ زندگی کو انکار نہیں ہے۔ لیکن اسامہ بن لادن اور افغانستان کے سلسلے میں ثبوت جرم کے بغیر ہی اس کے خلاف براہ راست کارروائی کا ارادہ پہلے ہی دن کر لیا گیا اور اصول اب یہ ہو گیا کہ ایک طاقتور شخص جب جس کے خلاف چاہے کوئی الزام لگا کر اسے براہ راست سزا دے سکتا ہے اس کیلئے نہ جرم ثابت کرنے کی ضرورت ہے، نہ عدالت کے کسی فیصلے کی۔

(۲) اب تک مسلم قاعدہ یہ تھا کہ شک کا فائدہ ملزم کو دیا جاتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی شخص کے خلاف شواہد ہوں مگر ان کی بنیاد پر کسی کو مجرم قرار دینے میں شک ہو تو اس شک کا فائدہ متعلقہ ملزم کو ملے گا یعنی اس صورت میں اسے سزا یاب نہیں کیا جا سکے گا لیکن اب تازہ اصول یہ وضع ہوا ہے کہ شک کا فائدہ الزام لگانے والے کو دیا جائیگا یعنی وہ محض شک کی بنیاد پر ملزم کو مجرم قرار دے سکتا ہے۔

(۳) اب تک کا قانون یہ ہے کہ اگر کسی ملک کو دوسرے ملک کے کسی شہری کے خلاف شکایت ہے کہ اس نے جرم کا ارتکاب لیا ہے تو وہ اسی دوسرے ملک میں اس پر مقدمہ چلا سکتا ہے، ہاں اگر دونوں ملکوں کے درمیان تبادلہ مجرمان (Extradition) معاہدہ ہو تو ''تبادلہ مجرمان'' کے طریق کار کے تحت ملزم کو پہلے ملک بھیج کر وہاں اس پر مقدمہ چلایا جا سکتا ہے۔ امریکہ اور افغانستان کے درمیان تبادلہ مجرمان کا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

اس صورت میں مسلم طریق کار یہی ہے کہ یا تو امریکہ افغانستان کی عدالت میں اس پر مقدمہ چلائے یا افغانستان کے ساتھ تبادلہ مجرمان کا معاہدہ کرے۔ ان دونوں طریقوں کو چھوڑ کر یہ مطالبہ کہ ''ہمارا مشتبہ شخص ہمارے حوالے

کرو' زمانہ جاہلیت کے اس مطالبے کی طرح ہے، جس میں ایک قبیلے کے لوگ دوسرے قبیلے سے اپنے ملزم کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا کرتے تھے۔ اگر چہ مذکورہ بالا مسلم اصول کے تحت افغانستان پر یہ لازم نہیں تھا کہ وہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرے لیکن اس نے یہ مفاہمانہ پیشکش کی کہ اگر اسامہ کے خلاف ثبوت اسے مہیا کر دیئے جائیں تو وہ حوالے کرنے پر غور کر سکتا ہے لیکن امریکہ کا کہنا یہ تھا کہ جو کچھ شواہد اس کے پاس ہیں وہ اپنے دوستوں کو دکھائے گا لیکن افغانستان کے سامنے پیش نہیں کرے گا۔ یعنی جس ملک کے سامنے وہ شواہد پیش کرنا، سب سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ وہ صاحب معاملہ ہے۔ اسی کے سامنے شواہد پیش نہیں کیے جائیں گے۔

طالبان نے بعد میں یہ پیشکش بھی کی کہ اس مسئلے پر مذاکرات کے ذریعے کسی غیر جانبدار ملک میں مقدمہ چلا لیا جائے لیکن امریکہ کا اصرار پھر بھی یہ ہے کہ مذاکرات نہیں ہو سکتے، ہمارے ہی حوالے کرنا ہوگا۔

''ہمارے حوالے کرو'' کا یہ مطالبہ دنیا کے ہر چیرہ دست کو نظیر فراہم کر رہا ہے، چنانچہ اسرائیل نے فلسطین سے نقد مطالبہ کر دیا کہ ہمارے آدمی کے قاتل ہمارے حوالے کرو اور اب بھارت بھی پاکستان سے اس مطالبے کی طرف بڑھ رہا ہے کہ ہمارے دہشت گرد ہمارے حوالے کرو۔ یہ سلسلہ دراز ہوا تو جس جس ملک میں جہاں کوئی شخص لئے بیٹھا ہے اگر اس کا مقابل ملک اپنا زور بازو آزمانا چاہے تو وہ ہر ایسے ملک سے مطالبہ کر سکتا ہے کہ ہمارا مجرم ہمارے حوالے کرو، ورنہ بمباری سہنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

(۳) اب تک مسلم اصول یہ ہے کہ جرم کی سزا صرف مجرم کو دی جا سکتی ہے کسی اور کو نہیں لیکن اب تازہ اصول یہ وضع ہوا ہے کہ مجرم کے ساتھ اس کے پورے ملک کو اور اس کے تمام معصوم باشندوں کو سزا دی جائے بلکہ امریکہ کے حالیہ اقدام کا نتیجہ تو یہ ہو رہا ہے کہ جس شخص کو اصل سزا دینا مقصود ہے، وہ تو محفوظ ہے لیکن ہزاروں وہ لوگ جان و مال اور گھر بار تباہ ہونے کی سزا بھگت رہے ہیں، جنہوں نے کبھی ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا نام بھی نہیں سنا تھا۔

(۴) بین الاقوامی اصول بھی یہ ہے اور خود امریکہ دنیا بھر کے تنازعات میں اس بات پر زور دیتا رہا ہے کہ انہیں مذاکرات کے ذریعے طے کرنا چاہیے لیکن افغانستان کے معاملے میں یہ فیصلہ سنا دیا گیا ہے کہ مذاکرات کا دروازہ بالکل بند ہے اور اس طرح یہ اصول وضع کیا جا رہا ہے۔ کہ جس کے پاس طاقت ہو، اسے مذاکرات کی کوئی ضرورت نہیں، وہ من مانے طور پر چھوٹے ملکوں پر چڑھائی کر سکتا ہے۔

(۵) مسلم اصول یہ ہے کہ کسی خود مختار ملک پر کسی جنگی مہم میں ساتھ دینے کیلئے زبردستی نہیں کی جا سکتی مگر اب یہ اصول کھلم کھلا منوا لیا گیا ہے کہ جو طاقتور ملک چاہے کسی بھی خود مختار ملک کو یہ دھمکی دے دے کہ یا تو اپنے ضمیر کے خلاف اس جنگ میں ہمارا ساتھ دو ورنہ پتھر کے زمانے کی طرف لوٹنے کیلئے تیار ہو جاؤ، اس دھمکی کی بنیاد پر جو طاقتور چاہے کسی بھی

بے سروسامان کے خلاف جتنا بڑا اتحاد چاہے بنالیا کرے اور چھوٹے ملکوں کیلئے نہ صرف یہ کہ اپنے ضمیر کے مطابق کوئی اقدام ممکن نہیں بلکہ اب ان کے لئے غیر جانبدار رہنے کا بھی کوئی راستہ نہیں، انہیں ہر قیمت پر طاقتور ہی کا ساتھ دینا ہوگا۔

(۶) بین الاقوامی اداروں میں جو قوانین وضع ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جو قراردادیں منظور ہوتی ہیں، ان کے ایک ایک لفظ پر پورا غور ہوتا ہے اور طویل بحث و مباحثہ کے بعد کوئی لفظ لکھا جاتا ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ قانون یا قرارداد میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جس سے کوئی ناجائز فائدہ اٹھا سکے یا جس سے تنازعات پیدا ہوں لیکن سلامتی کونسل سے حال ہی میں ''دہشت گردی'' کے خلاف جو قرارداد چند گھنٹوں میں منظور کروائی گئی ہے، اس میں ''دہشت گردی'' قرار دے کر سلامتی کونسل کی قرارداد کا سہارا لے لے۔

(۷) کسی انسان کی جان لینا وہ انتہائی اقدام ہے جو ہر مہذب معاشرے میں بڑے محتاط قوانین کا پابند ہوتا ہے اور اگر قانون کے تحت کسی کی جان لینا ضروری ہو جائے تب بھی اس کیلئے ایسا طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہو مگر اب امریکی حکومت نے اپنے خفیہ ایجنسیوں کیلئے نیا قانون نافذ کیا ہے۔ جس کے تحت دہشت گردوں کو ہلاک کرنے کے لئے وہ جو طریقہ اختیار کرنا چاہیں ان کیلئے کھلی چھوٹ ہے چنانچہ اب مجرموں کو بھی وہ خود متعین کریں گے۔ ان کو مارنے کا فیصلہ بھی وہی کریں گے اور مارنے کا طریقہ بھی خود ہی ایجاد کریں گے جس کی دادفریاد کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔

(۸) جنگ کے بین الاقوامی اصولوں کے تحت شہری علاقوں، ہسپتالوں، ریڈ کراس وغیرہ پر بمباری مسلم طور پر ایک جرم ہے لیکن پچھلے تین ہفتوں کے دوران جن دھڑلے سے شہری آبادی ہی نہیں، ہسپتالوں تک پر بمباری ہوتی رہی ہے اور اس پر کسی شرمندگی یا معذرت کا بھی کوئی اظہار نہیں کیا جا رہا، اس سے یہ اصول مزید پختہ ہو رہا ہے کہ طاقتور کا ہر کام جائز ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ جو نئے اصول وضع ہو رہے ہیں اور نئی نظیریں قائم کی جا رہی ہیں۔ وہ دہشت گردی ختم کریں گی یا اسے دوام بخشیں گی؟ ان سے دنیا میں امن قائم ہوگا یا بدامنی کی آگ بھڑکے گی؟ محبتیں پیدا ہوں گی یا نفرتوں کا لاوا ابلے گا؟

(بشکریہ: روزنامہ ''جنگ'' لاہور ۳۱ را کتوبر ۲۰۰۱ء)

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن کے سپیئر پارٹس تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ ڈیرہ غازی خان فون: 462501 - 0641